Kashf Journal of Multidisciplinary Research
Vol: 02 - Issue 10 (2025)
P-ISSN: 3007-1992 E-ISSN: 3007-200X
https://kjmr.com.pk

انتظار حسین کے ناولوں میں نو لفظیات کا مطالعہ

A STUDY OF NEOLOGY IN INTIZAR HUSAIN'S NOVELS

Neel Zahra
Scholar Ph.D. Urdu. Department of Urdu Zuban-O-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.

Dr. Aqlima Naz*
Assistant Professor. Department of Urdu Zuban-O-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.

**Corresponding Author:* aqlimanaz@fjwu.edu.pk

DOI: https://doi.org/10.71146/kjmr653

Article Info

This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) license https://creativecommons.org/licenses/by/4.0

Abstract

Neologism refers to the process of creating new words in a language, a phenomenon not bound by rigid linguistic rules but rather shaped by the creative intervention of authors and speakers. This process can manifest in various forms: the invention of entirely new words, derivation from existing terms, borrowing from other languages, abbreviation and clipping, blending of word parts, coinage through prefixes and suffixes, as well as semantic and orthographic deviations. The central outcome of these processes is the expansion of a language's lexicon, keeping it dynamic, vibrant, and expressive. Thus, neologism not only revitalizes language but also strengthens literary texts at semantic and stylistic levels. In Urdu fiction, particularly in the works of Intizar Hussain and his contemporaries, neologism has been employed to broaden narrative expression and to enrich linguistic possibilities. The paper is based on the study of neology in Intizar Hussain's Novels.

Keywords:

Neologism, Derivation, Abbreviation, Blending, Loanwords, Prefixes and Suffixes, Urdu Novel, Linguistic Deviation, Creative Expression, Intizar Hussain.

ملخص : نولفظیت زبان میں نئے الفاظ کی تخلیق کا وہ عمل ہے جو کسی سخت قاعدے کا پابند نہیں بلکہ یہ مصنف یا زبان کے استعمال کرنے والے کی تخلیقی صلاحیت پر منحصر ہوتا ہے۔اس عمل کے تحت مختلف طریقوں سے الفاظ گھڑے جا سکتے ہیں۔نئے الفاظ کی تشکیل، پہلے سے موجود الفاظ سے ماخوذ الفاظ کی تشکیل، دوسری زبانوں سے الفاظ کا انتقال، اختصار، امتزاج، سابقہ و لاحقہ کی مدد سے نئے الفاظ کی تشکیل اور معنوی یا املائی انحراف وغیرہ نولفظیت کی ذیل میں شامل ہیں۔ان تمام طریقوں میں بنیادی بات یہ ہے کہ نیا لفظ زبان کے ذخیرے میں اضافہ کرتا ہے اور زبان کو متحرک، زندہ اور توانا رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔نولفظیت نہ صرف زبان میں تازگی پیدا کرتی ہے بلکہ ادبی متون کو بھی معنوی و اسلوبی سطح پر تقویت بخشتی ہے۔اس تناظر میں دیکھا جائے تو اردو ناول نگاروں بالخصوص انتظار حسین اور ان کے معاصرین نے نولفظیت کے ذریعے اپنے بیانیے کو وسعت دی اور زبان کے امکانات کو بڑھایا۔مقالہ ہذا میں انتظار حسین کے ناولوں میں نولفظیات کا مطالعہ پیش ہے۔

کلیدی الفاظ : نولفظیت، اشتقاق، اختصار، امتزاج، مستعار الفاظ، سابقہ و لاحقہ، اردو ناول، لسانی انحراف، تخلیقی اظہار، انتظار حسین۔۔۔

زبان میں نئے الفاظ تخلیق کرنے کا عمل زبان کے حرکیاتی پہلو کا مظہر ہے۔ناول چونکہ ایک ہمہ گیر اور وسیع بیانیہ رکھنے والی صنف ہے اس لیے اس میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رائج اور مروجہ الفاظ میں مکمل اظہار نہیں ہو پاتا۔ایسے مواقع پر خلاقانہ مزاج رکھنے والا مصنف اپنی تخلیقی قوت کے بل پر نئے الفاظ وضع کر لیتا ہے تاکہ اپنے مقصود و مدعا کو پورے تناظر کے ساتھ بیان کر سکے۔الفاظ وضع کرنے کے اس عمل کو "نولفظیت" کہا جاتا ہے۔اردو ناول نگاروں نے اپنے بیانیے کو وسعت دینے اور اظہار کو نئی جہت دینے کے لیے اس عمل کو تسلسل کے ساتھ برتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف ان کا اسلوب زیادہ بلیغ اور متنوع ہوا ہے تو دوسری طرف لغت میں نئے الفاظ کا اضافہ بھی ہوا ہے۔ناول میں نولفظیات کا بنیادی مقصد اظہار کو زیادہ آزاد اور ہمہ گیر بنانا ہے۔اگرچہ یہ حقیقت اپنی جگہ درست ہے کہ اردو زبان کے روایتی الفاظ بھی افکار و معانی کے اظہار کے لیے کافی ہیں اور لغت اتنی محدود نہیں کہ خیالات تشنہ رہ جائیں تاہم عالمی سطح پر نئے تصورات اور ضروریات کے پیشِ نظر زبان میں نئے الفاظ کی شمولیت ایک ناگزیر امر ہے۔اس تناظر میں اردو ناول نگار بھی توسیعِ زبان میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔انتظار حسین ان مصنفین میں شامل ہیں جنھوں نے ناول کے پیرائے میں مختلف لسانی تجربات کیے اور نولفظیات کے عمل کو اپنی تخلیقی حکمتِ عملی کا حصہ بنایا۔ان کے ناول "بستی"، "آگے سمندر ہے" اور "تذکرہ" میں زبان کے استعمال میں روایت اور جدت کی آمیزش ملتی ہے۔ان کے ناولوں میں جدت کے تناظر میں لسانی انحراف بشمول نولفظیت کا عمل بخوبی برتا گیا ہے۔

نولفظیت کی اصطلاح سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے مراد زبان میں نئے الفاظ کی تخلیق اور ان کا استعمال ہے۔نئے الفاظ کا سرچشمہ دراصل وہی پرانے اور موجود الفاظ ہوتے ہیں لیکن جب وہ ایک نئی ہیئت اختیار کرتے ہیں تو نہ صرف ان کی ظاہری صورت بدل جاتی ہے بلکہ ان کے معانی اور مفاہیم بھی نئے ہو جاتے ہیں۔اس اعتبار سے نولفظیت زبان میں اضافے اور وسعت کی علامت ہے۔نولفظیت کے پس منظر میں بنیادی محرک یہ ہے کہ اکثر اوقات کسی خاص خیال یا تصور کے اظہار کے لیے زبان میں پہلے سے موجود الفاظ ناکافی ہوتے ہیں یا اگر کوئی لفظ موجود بھی ہو تو وہ اس مخصوص خیال کی مکمل ترجمانی نہیں کر پاتا۔یہ کیفیت خاص طور پر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کسی غیر ملکی زبان کے تناظرات کو مقامی زبان میں منتقل کرنا ہو اور مقامی لغت میں ان کے لیے مناسب لفظ موجود نہ ہو۔اس صورت میں یا تو دو زبانوں کے الفاظ کے ملاپ اور ادغام سے ایک نیا لفظ تخلیق کر لیا جاتا ہے یا پھر مقامی زبان ہی کے دو یا زیادہ الفاظ کو جوڑ کر نیا لفظ بنایا جاتا ہے۔بعض مواقع پر مصنف اپنی تخلیقی ضرورت کے مطابق بالکل نیا لفظ بھی گھڑ لیتا ہے۔یوں نئے الفاظ وضع کرنے اور انھیں اظہار کا وسیلہ بنانے کے اس پورے عمل کو "نولفظیت" کہا جاتا ہے جو زبان کی فطری وسعت پذیری اور ادبی تخلیقیت دونوں کی غمازی کرتا ہے۔نولفظیت کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے سعدیہ رشید نے لکھا ہے:

> "One of the major reasons of neologism is the lesser capacity of conventional words to express as compared to borrowed words. The second reason is that; evolving languages frequently expand their lexicons. Third reason is technological advancement, which shows adaptive nature of a language that is equipped with the modern tools of advanced technology. Fourth according to cognitive linguistics, language is not only a communicative contrivance, but it also organizes

perception about the word and forms a language vocabulary intelligible.” **(1)**

نولفظیت کی دو بنیادی صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ بالکل نیا لفظ گھڑا جائے جو کسی بھی زبان میں پہلے کبھی نہ بولا یا لکھا گیا ہو اور اس کی ساخت و ہیئت منفرد ہو؛ اور پھر اس لفظ سے مخصوص معنی منسوب کر دیے جائیں۔ زبان کی ابتدا میں وجود میں آنے والے الفاظ اس نولفظیت کی مثال ہیں؛ جیسے حضرت آدمؑ کے سیکھے اور بولے ہوئے ابتدائی الفاظ نوالفاظ ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے سے موجود الفاظ میں توڑ پھوڑ یا ملاپ کے ذریعے نیا لفظ بنایا جائے اور اس نئے لفظ کو نئے معنوں کے ساتھ برتا جائے۔ یہ عمل ایک ہی زبان کے اندر بھی ہو سکتا ہے اور مختلف زبانوں کے الفاظ کے امتزاج سے بھی واقع ہو سکتا ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ نیا لفظ وضع کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟ اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ کسی بھی فرد کے پاس یہ اختیار ہے۔ جب کوئی شخص اپنی ابلاغی ضرورت پوری کرنے کے لیے بالکل نیا لفظ استعمال کرتا ہے اور وہ لفظ تحریری یا زبانی طور پر پہلی مرتبہ سامنے آتا ہے تو وہ نولفظیت کے دائرے میں شامل ہوتا ہے۔ یوں نولفظیت محض انفرادی اظہار نہیں بلکہ زبان کے لیے ایک تخلیقی اور تعمیری قوت ہے جو اسے وسعت اور تازگی عطا کرتی ہے۔

نولفظیت کو زبان کی تشکیل اور ارتقا کے عمل کا ایک بنیادی جزو قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے تحت وقت اور طریقۂ کار کی کسی قید کے بغیر نئے الفاظ وجود میں آتے ہیں اور زبان کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرتے ہیں۔ فطرت کے مظاہر اپنی جگہ مستقل ہیں لیکن ان کے اظہار کے لیے ہر زبان، معاشرہ اور ثقافت الگ الگ پیرایہ اپناتی ہے۔ مثال کے طور پر بارش کے لیے اردو میں "بارش"، انگریزی میں rain ، عربی میں مطر، فارسی میں باران اور پنجابی میں مینہ جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ان تمام الفاظ کا مفہوم ایک ہی ہے تاہم جب یہ اپنی اپنی زبان میں پہلی مرتبہ اس معنی کے ساتھ استعمال ہوئے تو وہ نولفظیت کے عمل کے تحت وقوع پذیر ہوئے۔ رفتہ رفتہ یہ الفاظ رائج ہو کر اپنی زبان کے ذخیرے کا لازمی حصہ بن گئے۔ ذیل میں نولفظیت کے معروف عملی طریقے اور انتظار حسین کے ناولوں سے ان طریقوں کی مثالیں پیش ہیں:

- نیا لفظ تخلیق کرنا (Creation of New Word)

کسی زبان کے منظر نامے پر بالکل نئے اور غیر مستعمل لفظ کا ظاہر ہونا نولفظیت کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ ایسا لفظ ماقبل کسی تحریری یا زبانی تناظر میں موجود نہیں ہوتا اور اپنی نوعیت میں تخلیقی اضافہ سمجھا جاتا ہے۔ اس نئے لفظ کے اولین استعمال کنندہ کو ہی اس کا حقیقی خالق قرار دیا جاتا ہے۔ تاہم نئے الفاظ کی تخلیق کا عمل نسبتاً سست روی کا شکار رہتا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ عموماً مطلوبہ مفہوم کے اظہار کے لیے پہلے سے موجود الفاظ ہی میں تغیر و تبدل یا توسیع کر کے نئے الفاظ تشکیل دیے جاتے ہیں۔ دوسری جانب اگر بالفرض کوئی بالکل نیا لفظ وضع بھی کر لیا جائے تو اس کی قبولیتِ عام تک رسائی آسان نہیں ہوتی۔ اکثر اوقات ایسے الفاظ کو زبان کے ذخیرے کا مستحکم حصہ بننے میں طویل مدت درکار ہوتی ہے جس کے دوران ان کی شناخت اور حتمی حیثیت ایک سوال بنی رہتی ہے۔ بہر طور، نئے تخلیق شدہ الفاظ کا مطالعہ اور ان پر بحث نولفظیت ہی کے دائرے میں کی جاتی ہے۔ انتظار حسین کے ناول بستی سے نولفظیت کی مثالیں دیکھیے:

> "بیاہ دیا باپ نے بیٹی کو چھوٹے بیٹے ہابیل سے۔ تس پر غصہ کھایا بڑے بیٹے قابیل نے اور پتھر اُٹھا کے مارا ہابیل کو کہ مر گیا وہ اس سے۔(2) "

> "اور نورو نانبائی، نخالص انبالوی ہونے کا مدعی۔ وہ سالا لمبو بھگونچ کرسی کا رہنے والا اپنے کو نکھلئو کا نواب بتاتا ہے۔(3)"

پہلی مثال میں "تس" نولفظ ہے جو متن میں اسم اشارہ یعنی "اس" کے معنوں میں استعمال ہو رہا ہے تاہم لغت کے اعتبار سے یہ لفظ نیا ہے۔ دوسری مثال میں "لمبو" نولفظ ہے جو "لمبا" سے ماخوذ ہے جبکہ "بھگونچ" ایسا نولفظ ہے جو کسی لفظ سے ماخوذ نہیں، کلیتاً نولفظ ہے اور متن میں منافرت کے اظہار کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اسی مثال میں "نکھلئو" بھی نولفظ ہے جو "لکھنؤ" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ ناول "آگے سمندر ہے" سے نولفظیت کی مثالیں دیکھیے:

"سامنے دیوا بل ریااے۔ باتی کی لو میں ایک سندر بیر بیٹھی مسکان کر رئی ہے۔ کانوں میں بالے، ناک میں بلاق، میں جی واں
سے تراٹ ہو لیا۔(4) "

اس مثال میں "دیوا" نو لفظ ہے جو "دیا" سے ماخوذ ہے۔ لغت میں یہ لفظ موجود نہیں جبکہ متن میں یہ لفظ "دیا" ہی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اسی متن میں "ریا" نو لفظ ہے جو "رہا" سے ماخوذ ہے جبکہ اسی طرز پر "رئی" کا لفظ "رہی" سے ماخوذ ہے۔ "واں" لفظ "وہاں" کی تخفیف ہے۔ اس مثال میں کلیتاً نو لفظ "تراٹ" ہے جو نہ تو کسی لفظ سے ماخوذ ہے اور نہ ہی کسی لفظ کی تخفیف ہے۔ اگلی مثال دیکھیے:

"میں جی ایکوں باری جی کڑا کر کے دھرم شالا میں گھس گیا۔ کیا دیکھوں ہوں کہ پیپل تلے ایک سٹڈ مسنڈ سادھو بیٹھا ہے۔(5)"

اس مثال میں "ایکوں" نو لفظ ہے جو "ایک ہی" کے مرکب کے ہم معنی ہے۔ "دیکھوں" اگرچہ نو لفظ نہیں کیونکہ یہ فعل "دیکھنا" سے صیغہ واحد متکلم وزمانہ مستقبل سے نسبت رکھتا ہے تاہم متن میں یہ نئے مفاہیم یعنی "دیکھتا" کے معنوں میں استعمال ہو رہا ہے جس کی صیغہ واحد متکلم وزمانہ حال سے مناسبت ہے۔ "سٹنڈ مسٹنڈ" کی نو ترکیب میں دونوں ہی الفاظ کلیتاً نو لفظ ہیں۔ ناول سے نو لفظیت کی مزید مثالیں دیکھیے:

"اجی یہ تم کیا اپنی الھااودل لے کے بیٹھ گئے۔ مجھے ذرا مجو بھائی سے بات کرنے دو۔(6) "

"شتا بریوں پہلے کی بات ہے تب کی جب میں نے بیل کا جنم لیا تھا اور ورناسی کے راجکمار کے رتھ میں جتا پھرتا تھا۔(7) "

"اس دن جب ہم بھونڑ پہ گئے تھے تو وہاں ایک بھٹ دیکھا تھا نا، وہ گیدڑوں کا تھا۔(8) "

"یار جواد تم بالکل چو نگھٹ ہو۔ پہلے ہی مرحلے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔(9)"

پہلی مثال میں "الھااودل" نو لفظ ہے۔ دوسری مثال میں "شتا بریوں" نو لفظ ہے جبکہ تیسری مثال میں "بھونڑ" نو لفظ ہے۔ آخری مثال میں "چو نگھٹ" نو لفظ ہے۔ یہ تمام الفاظ نہ تو کسی لغت میں موجود ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے لفظ کا مخرج ہیں۔ پس یہ کلی طور نئے گھڑے ہوئے الفاظ ہیں۔ ناول "تذکرہ سے نو لفظیت کی چند مثالیں دیکھیے:

"شہر کی ساری کھٹ بگڑی رکشاؤں کا آخری ٹھکانا یہی ورکشاپس ہیں۔(10)"

"چلی گئی تو یہ تمہارے انگھاڑے سنگھاڑے کھانے کے لیے واپس تو نہیں آؤں گی۔(11) "

"صاحبو ہم فلک کے ستارے ہوئے ہیں، چمانے کے راندے ہوئے ہیں۔(12)"

"شترو کو نشٹ کرنے کا منتر۔۔ اونگ، ہرینگ، سرینگ۔۔۔اونگ، بلونگ، بیجرنگ، بجرنگ، ۔۔۔مم، مکٹ، سکٹ، مم
منور تھے پورنی، مم چتا چورنی۔۔۔(13)"

پہلی مثال میں "کھٹ بگڑی" نو لفظ ہے۔ دوسری مثال میں "انگھاڑے" جبکہ تیسری مثال میں "چمانے" اور "راندے" نو لفظ ہیں۔ آخری مثال میں "اونگ"، "ہرینگ"، "سرینگ"، "بلونگ"، "بیجرنگ"، "مکٹ"، "سکٹ" نو الفاظ ہیں جو اس سے قبل کسی بھی زبان میں کسی بھی تناظر میں کسی بھی متن میں مستعمل نہیں ہیں۔

- مرکب الفاظ/نوترکیب (Compound Words)

اس طریقہ کار کے تحت زبان میں دو یا دو سے زیادہ الفاظ کو یکجا کر کے ایک نیا لفظ تخلیق کیا جاتا ہے جو اس سے قبل زبان کے ذخیرے میں موجود نہ ہو۔اس نئے مرکب کے ساتھ منسلک مفاہیم کا تعین اس کی ضرورت اور سیاق و سباق پر منحصر ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ مفاہیم ان ہی الفاظ سے ماخوذ ہوتے ہیں جو اس نئی ترکیب میں شامل کیے گئے ہیں، جبکہ کئی مواقع پر یہ مفاہیم ان سے بالکل مختلف اور نئے تناظر کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔اس طرح یہ عمل نہ صرف زبان کے دائرۂ اظہار کو وسعت دیتا ہے بلکہ معنوی تنوع پیدا کر کے اس کی تخلیقی و ابلاغی قوت کو بھی تقویت بخشتا ہے۔ نولفظیت کا عمل اپنی ماہیت میں کسی سخت لسانی قاعدے کا پابند نہیں بلکہ یہ مصنف کے تخلیقی اختیار اور اس کے اسلوبی انتخاب پر منحصر ہوتا ہے۔ مصنف اپنی ابلاغی ضرورت اور بیانیہ کے تقاضوں کے تحت جس طرح چاہے نئے الفاظ تخلیق کر سکتا ہے۔اس عمل کی ایک نمایاں صورت یہ ہے کہ زبان میں پہلے سے موجود الفاظ کو بنیاد بنا کر ان میں مروجہ سابقوں (prefixes) یا لاحقوں (suffixes) کے تبادلے کے ذریعے ایک نیا مرکب لفظ وضع کیا جائے۔اردو ناول بالخصوص انتظار حسین کی تخلیقات میں اس اسلوب کی کئی مثالیں ملتی ہیں جہاں انہوں نے سابقہ ولاحقہ کے امتزاج سے ایسے الفاظ تخلیق کیے جو نہ صرف تازگی کا احساس دیتے ہیں بلکہ متن کی معنوی وسعت میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ناول "بستی" سے نوترکیبیت کی مثالیں پیش ہیں:

"کوں باس، کوں باس۔" ایک دم اس کے کان کھڑے ہوئے۔قریب اور دور سے آتی آوازوں کا اس پر عجب اثر ہوتا تھا۔ سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں، وہ ان کی طرف کھنچا چلا جاتا تھا۔ "کوں باس، یہ کیا لفظ ہے۔(14) "

"کھبے کہ ایک زمانے سے گرد میں رلے ملے پڑے تھے۔(15)"

"شیراز میں چلتے ہیں۔ ممکن ہے چوکڑی جمی ہو۔(16)"

"امی کہنے لگیں کہ اے ہے بتول نے تو میری تلی اکھاڑ کے رکھ دی۔(17)"

پہلی مثال میں "کوں باس" نوترکیب ہے جس میں "باس" مروجہ جبکہ "کوں" نولفظ ہے۔دوسری مثال میں "رلے ملے" نوترکیب ہے جس میں "رلے" پنجابی جبکہ "ملے" اردو لفظ ہے۔ تیسری مثال میں "چوکڑی جمنا" نوترکیب ہے جو لغت میں موجود نہیں، لغت میں چوکڑی بھرنا" کی ترکیب ملتی ہے جبکہ مذکورہ نوترکیب میں "بھرنا" کا تبادلہ "جمنا" سے کر کے نئی ترکیب وضع کی گئی ہے۔ناول "آگے سمندر ہے" میں سے نوترکیبیت کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

"اچھا اچھا دلبر کا پوت منن۔اری کیا بتاؤں، میں تو بس اب ستری بتری ہو گئی ہوں۔(18) "

"اے بھیا ہولی کے دن تو وہ اتنی چیخم دھاڑ مچاویں تھے کہ میں بولا جاوے تھی۔(19) "

پہلی مثال میں "ستری بتری" نوترکیب ہے جس کے بارے میں امکان ہے کہ یہ ستر بہتر سے وضع کی گئی ہے۔دوسری مثال میں "چیخم دھاڑ" نوترکیب ہے جو "چیخ و پکار" کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور اسی معنی میں استعمال ہوئی ہے۔ناول "تذکرہ" سے نوترکیبیت کی مثالیں دیکھیے:

"اس بے مقدرت کو انہوں نے خان بہادری کے خطاب سے نوازا۔(20)"

"جنگ عظیم میں سب نشٹ اور نابود ہو جائے گا۔(21)"

"کیا چم چم کرتا تانگہ تھا اور کیا چم خم اس گھوڑے کے تھے۔(22)"

"جہاں اور درختوں پر نئے پتے آتے ان لنڈ منڈ درختوں کو بھی نئی پوشاک مل جاتی۔(23)"

"تھوڑا آگے بڑھا تو اور ہی بھیڑ بھڑ کا دکھائی پڑا۔(24) "

"جب مکان بن جاتا ہے تو مرپٹ کر قرضے ادا ہو ہی جاتے ہیں۔(25) "

پہلی مثال میں "بے مقدرت" نو ترکیب ہے۔ دوسری مثال میں "نشٹ اور نابود" نو ترکیب ہے جو "نیست و نابود" سے ماخوذ ہے اور اسی معنی میں مستعمل ہے۔ تیسری مثال میں "چم خم" جبکہ چوتھی مثال میں "لنڈ منڈ" نو ترکیب ہے۔ پانچویں مثال میں "بھیڑ بھڑ کا" نو ترکیب ہے۔ یہ تمام نو تراکیب متن میں اپنا معنی واضح کر رہی ہیں۔ چھٹی مثال میں "مرپٹ" کی نو ترکیب "رو پیٹ" کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور اسی معنی میں استعمال ہو رہی ہے۔

- اخذ شدہ لفظ (Derivative Word)

پہلے سے موجود کسی لفظ سے اخذ کیا جانے والا نیا لفظ اخذ شدہ یا ماخوذ لفظ کہلاتا ہے۔ وہ بنیادی لفظ جس سے ماخوذ لفظ کی تشکیل ہوتی ہے، اپنی نوعیت میں یا تو اساسی (basic/root form) ہو سکتا ہے یا اشتقاقی (derivative form) ہوتا ہے۔ اس بنیاد پر نولفظیت کے اس طریقے کو در اصل اشتقاقی عمل (derivational process) بھی کہا جا سکتا ہے۔ عمومی طور پر ماخوذ لفظ کے معانی اساسی یا اشتقاقی لفظ کے معانی سے قریبی مشابہت رکھتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ دونوں کے مفاہیم ہمیشہ یکساں ہوں۔ بسا اوقات مفہوم میں نمایاں اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے جو زبان کی معنوی ارتقا (semantic evolution) اور اس کی داخلی تخلیقی وسعت کی علامت ہے۔ ناول "بستی" سے مثالیں دیکھیے:

"واں پر کیا اوقات تھی، یاں گنجے کو ناخون مل گئے۔(26)"

"کچھوے نے یہ دیکھا تو وا کا چتا ہوئی کہ شیش کی پونچ تلے تو پانی ہی پانی ہے۔(27) "

"چھوٹی بزریا میں بھگت جی میلے چیکٹ ڈیوٹ پر رکھے دیے میں ایک پلی کڑوا تیل ڈال کے اسے جلاتے۔(28) "

"سدا چاریوں پہ انیائے ہو رہا تھا۔۔ میں بھوچک کہ اس نگری کا رکھشک کہاں ہے؟(29)"

پہلی مثال میں "ناخون" کا ماخذ "ناخن" ہے جبکہ "واں" کا نولفظ "وہاں" اور "یاں" لفظ "یہاں" سے علی الترتیب ماخوذ ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں "وا" کا ماخذ "وہ" ہے۔ تیسری مثال میں "ڈیوٹ" کا لفظ "دیا" سے ماخوذ ہے۔ آخری مثال میں "بھوچک" کا لفظ "بھونچکا" سے ماخوذ ہے۔ ناول "آگے سمندر ہے" میں سے ماخوذ الفاظ کی مثالیں دیکھیے:

"چندے آفتاب چندے ماہتاب، لکڑہارے کے بیٹے کا تو نسیبا جاگ اٹھا۔(30)"

"جو پیچھے رہ گیا سو ماضی، سو اس سے رشتہ القط، اور سب ہی کچھ پیچھے رہ گیا تھا۔ (31)"

"چھ بہنیں، تین بھیئے، اور ان کی اولاد چینگا پوٹی۔(32)"

پہلی مثال میں لفظ "نسیبا" کا ماخذ "نصیب" ہے۔ دوسری مثال میں "القط" کا ماخذ "قطع" ہے اور یہ اسی مفہوم میں مستعمل ہے۔ لغت میں "القط" ایک درخت کا نام ہے لیکن متذکرہ بالا متن میں یہ "قطع" کے مفہوم میں نولفظ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ آخری مثال میں مستعمل لفظ "بھئیے" کا ماخذ "بھائی" ہے اور یہ قواعد کی سطح پہ انحراف سے وضع کیا گیا نولفظ ہے۔ ناول "تذکرہ" سے ماخوذ نوالفاظ کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

"پڑوسن نے بھی اپنی طرف سے بہت ضبط سے کام لیا۔ لہجے میں ایک زرا درہمی پیدا ہوئی۔(33)

"وہ جنازہ تھوڑا ہی لگ رہا تھا۔ یہ لگتا تھا کہ برات نکل رہی ہے۔(34)"

پہلی مثال میں لفظ "درہمی" دراصل "برہمی" کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہ "درہم برہم" کی ترکیب سے ماخوذ ہے۔ دوسری مثال میں "برات" کا ماخذ "بارات" ہے، لغت میں "برات" کے معنی "چھٹکارہ" کے ہیں لیکن متذکرہ بالا متن میں "برات" بمعنی "بارات" استعمال ہوا ہے اس لیے اس کی حیثیت ماخوذ نولفظ کی ہے۔

- منتقل شدہ لفظ / (Transferred Word) مستعار لفظ (Borrowed Word)

وہ الفاظ جو کسی عالمی زبان جیسے انگریزی یا کسی اور غیر ملکی زبان کا حصہ ہوتے ہیں اور جنھیں مقامی زبان میں اظہار و ابلاغ کی ضرورت کے تحت برتا جاتا ہے، انہیں منتقل شدہ الفاظ کہا جاتا ہے۔ یہ الفاظ بعض اوقات اپنی اصل صورت میں جوں کا توں (loanwords) استعمال ہوتے ہیں اور کبھی ان میں ہلکی سی تبدیلی (adapted loanwords) بھی واقع ہو جاتی ہے تاکہ وہ مقامی لسانی نظام کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکیں۔ جب کسی زبان میں پہلی بار کسی دوسری زبان کا لفظ مخصوص مفہوم کی ترسیل کے لیے اختیار کیا جاتا ہے تو یہی مرحلہ انتقالِ لفظ یا lexical transfer کہلاتا ہے اور یہ عمل نولفظیت کے دائرے میں آتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب یہ مستعار الفاظ عام بول چال اور تحریر میں رواج پا جاتے ہیں تو وہ اس زبان کے مستقل ذخیرۂ الفاظ (lexicon) کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اس لسانی عمل کو مستعار لفظی (borrowing process) بھی کہا جاتا ہے جو زبان کی فطری ارتقائی حرکت اور اس کے بین اللسانی تعامل (cross-linguistic interaction) کی ایک نمایاں مثال ہے۔ ناول "بستی" سے مستعار الفاظ کی مثالیں دیکھیے:

"ایک شور کے ساتھ گرتے ہوئے شٹر، سڑک پر بکھری اینٹوں اور شیشوں سے بچتی کوئی خوفزدہ بس، کوئی اکاد کا رکشہ، اب سکون تھا۔(35)"

"ابھی وہ صرف انٹلکچوئل تھے۔ ادب اور آرٹ پر بحثیں کرتے تھے۔(36)"

"وہ زیبرا کراسنگ کو عبور کرنے لگا تھا کہ رک گیا۔(37)"

"مجھے وقتاً فوقتاً نیوز روم میں بھی جانا پڑتا ہے۔(38)"

پہلی مثال میں "شٹر" اور "بس" مستعار الفاظ ہیں۔ دوسری مثال میں "انٹلکچوئل" اور "آرٹ" مستعار الفاظ ہیں۔ تیسری مثال میں "زیبرا کراسنگ" جبکہ چوتھی مثال میں "نیوز روم" مستعار الفاظ ہیں۔ ناول "آگے سمندر ہے" سے مستعار لفظی کی مثالیں پیش ہیں:

"گھر میں ڈائننگ ٹیبل بھی آگئی۔ اور ساتھ ہی اتنی کراکری بھی۔۔۔ ڈائننگ ٹیبل پر روز ایک نئی ڈش ہوتی۔ اور اتوار کی دوپہر کو تو ڈشوں کی بہار ہوتی۔(39)"

"یار یہ پرمٹوں لائسنسوں کا چکر ہے۔(40) "

" یہی تو بوریت ہے۔۔۔میں آپ پہ رشک کرتا ہوں۔آئیڈیل زندگی ہے۔(41) "

پہلی مثال میں "ڈائننگ ٹیبل"، "کراکری"، "ڈش" مستعار الفاظ ہیں جبکہ "ڈش کی جمع "ڈشوں" کو مقامی زبان کے تحت وضع کر کے اس مستعار لفظ کی اپنائیت پر مہر ثبت کر دی گئی ہے۔یہی اپنائیت دوسری مثال میں "پرمٹوں" اور "لائسنسوں" کی صورت میں ملتی ہے جو علی الترتیب "پرمٹ" اور "لائسنس" سے مستعار ہیں۔تیسری مثال میں "بور" سے "بوریت" بھی مقامی زبان کے تحت تبدل کو ظاہر کرتا ہے جبکہ "آئیڈیل" من و عن مستعار لفظ ہے۔

- اختصار لفظی (Shortening/ Abbreviation/ Acronym)

اس طریقۂ لفظیت میں کسی لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو اختصار (abbreviation) کے ذریعے نئی صورت دی جاتی ہے۔اس عمل کے تحت اصل لفظ کے ہجوں میں کمی کر کے ایک نیا لیکن مساوی المفہوم لفظ تشکیل پاتا ہے۔مثال کے طور پر "ٹیلی فون" سے مختصر ہو کر "فون" اور "لیبارٹری" سے مختصر ہو کر "لیب" استعمال ہونا اسی لسانی طریقہ کار کی مثالیں ہیں۔ان دونوں صورتوں میں اگرچہ لفظ کی ساخت تبدیل ہوئی ہے لیکن مفہوم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔اسی ذیل میں مخففات (acronyms/initialisms) بھی آتے ہیں جہاں کسی ترکیب کے ابتدائی حروف کو ملا کر ایک نیا لفظ وضع کیا جاتا ہے جیسے "UNO" یا "UNESCO" وغیرہ۔یہ طریقہ زبان کے روزمرہ استعمال میں اس کی ابلاغی استعداد میں اضافہ کرتا ہے۔علاوہ ازیں کسی معروف لفظ کا کوئی حرف یا صوت حذف کر کے اسے مروجہ معنی میں برتنا بھی اختصار لفظی کی ذیل میں آتا ہے۔انتظار حسین کے ناولوں سے اختصار لفظی کی مثالیں دیکھیے:

"مورکھ، اس نگری کا رکھشک جگ نستار نہار تھا۔پر اس نے یاں سے ڈیرا اُٹھایا اور جنگل میں جا براجا۔(42)"

"میری موسی کے پتر نے آکر کہا کہ دیدی میں میچ دیکھنے تیرے لہور جا رہا ہوں۔(43)"

"بہت برا ہوا صاب۔(44)"

"ایک دفعہ صورت دکھا کے کمبخت کہاں دفان ہو گیا۔(45)"

"بو جان اپنے مراق میں بیٹھی تھیں ابھی تک انہوں نے ہماری باتوں پہ دھیان ہی نہیں دیا تھا۔(46)"

پہلی مثال میں "یاں" لفظ "یہاں" کی تخفیف ہے۔دوسری مثال میں "لاہور" کو مختصر کر کے "لہور" کر دیا گیا ہے۔تیسری مثال میں "صاحب" کو "صاب" کر دیا گیا ہے۔چوتھی مثال میں "دفعان" کے وسط سے "ع" محذوف ہے جبکہ پانچویں مثال میں "مراقبہ" کے آخری دو حروف حذف کر کے اسے "مراق" تک محدود رکھا گیا ہے۔یہ تمام الفاظ ان حذوف کے باوجود اپنے اصل معانی میں ہی استعمال ہوئے ہیں جبکہ یہ حذف کہیں مقامی لب و لہجے کے تحت تو کہیں اسلوب کی رو میں روا رکھا گیا ہے۔

- امتزاج لفظی (Blending)

اس لسانی عمل میں دو یا زیادہ الفاظ کے اجزاء کو کاٹ کر اور انہیں جوڑ کر ایک نیا لفظ تخلیق کیا جاتا ہے جسے عموماً امتزاجِ لفظی (blending) کہا جاتا ہے۔اس میں مستعمل الفاظ کے کچھ حصے ترک کر دیے جاتے ہیں، لیکن نئے بننے والے لفظ میں تمام اصل الفاظ کے بنیادی مفاہیم سمٹ کر آجاتے ہیں۔یہ بات اہم ہے کہ امتزاجِ لفظی کو ترکیبِ لفظی (compounding) سے الگ سمجھا جائے کیونکہ مرکب الفاظ میں دو یا زائد مکمل الفاظ کو جوں کا توں ملا کر ایک نئی ترکیب وجود میں لائی جاتی ہے، جیسے "کاغذ قلم" یا "گھر بار"؛ اس کے برعکس، امتزاجِ لفظی میں الفاظ کی

ساخت میں توڑ پھوڑ (clipping + merging) کی جاتی ہے اور ان اجزاء کو یکجا کر کے ایک بالکل نئی لسانی اکائی تشکیل دی جاتی ہے؛ جیسے انگریزی میں smoke + fog = smog یا breakfast + lunch = brunch ۔اردو میں بھی ایسے امتزاجی الفاظ رفتہ رفتہ رواج پا رہے ہیں جو زبان کے تخلیقی اور ارتقائی پہلو کی علامت ہیں۔

"بنک لٹ گیا۔ پھر بزازے میں لوٹ پڑ گئی، بس پھر کرفیو لگ گیا۔۔۔ کیا دبدبہ تھا! ڈونڈی پٹ گئی کہ جس نے جو مال لوٹا ہے وہ شام تک اپنے گھر کے باہر ڈال دے۔(47)"

"اس جنگل کے بیچ ایک اونچا گھنا درخت ہے کہ کھکھل میں اس کی اژدھا رہتا ہے۔(48)"

"مجھ سے آبدیدہ ہو کر بولیں کہ اے بھین مجو بھائی، ہماری بٹیا کا گزارہ کیسے ہوگا۔(49)"

پہلی مثال میں "بزازے" کا لفظ "بزاز" اور "بازار" کا امتزاج ہے۔ "بزاز" کا معنی ہے "کپڑا بیچنے والا"، متن کی رو سے لوٹ ظرف مکاں میں پڑی ہے جو اس نسبت سے "بازار" ہونا چاہیے تاہم صنف نے ان دونوں الفاظ کے امتزاج سے "بزازے" کا لفظ ظرف مکاں کے طور پر استعمال کیا ہے۔ دوسری مثال میں لفظ "کھکھل" معنوی و ساختی اعتبار سے "کھوکھلا" اور "کوکھ" کا امتزاج ہے جو درخت کے تنے میں پھیلی خالی جگہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ تیسری مثال میں "بھین" کا لفظ "بھائی" اور "بہن" کا امتزاج ہے جو بے تکلفی کے تناظر میں بلا تخصیصِ جنس استعمال ہوا ہے۔

نئے الفاظ کی تخلیق محض مذکورہ بالا طریقوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ یہ عمل کسی بھی صورت میں وقوع پذیر ہو سکتا ہے کیونکہ الفاظ کی پیدائش ایک فطری اور آزادانہ عمل ہے جو کسی مقررہ قاعدے یا ضابطے کا پابند نہیں۔ الفاظ کی گھڑت کا یہ عمل زبان کی داخلی توانائی اور تخلیقی جبلّت کا مظہر ہے۔ جب کوئی نیا لفظ تشکیل پالیتا ہے تو لسانی اصولوں کے مطابق اس کی درجہ بندی کر دی جاتی ہے اور اسے کسی خاص طرزِ وضع (word formation process) کے تحت شناخت کر لیا جاتا ہے؛ لیکن بنیادی طور پر لفظ کا وجود میں آنا ایک غیر مقید اور ارتجالی عمل ہے۔ یہ عمل زبان کی ارتقائی اور تخلیقی حرکت کو ظاہر کرتا ہے اور اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ زبان ہمیشہ نئے امکانات کی حامل رہتی ہے اور اظہار کی ضرورتوں کے مطابق خود کو مسلسل تشکیل دیتی رہتی ہے۔

"خوشی میں چاندی کی رکابیوں میں بالوشاہیں برادری میں بانٹی تھیں۔ اس وقت کی بچی ہوئی بارہ رکابیں بھی وہیں رکھی ہیں۔(50)"

"جب درمیان میں تھوڑی مدد اور سہارے کا سوال آجاتا تو پھر اسی تیزی سے یار ایک دوسرے سے کنی کاٹ جاتے۔ کون کس کی مدد کرتا۔ سب کو اپنی اپنی پڑی تھی۔(51)"

"ان چوروں ڈاکوؤں سے ہماری گلوخلاصی کراؤ۔ انہیں ہیضے کی کلی آئے۔ انہوں نے تو آفت بور کھی ہے۔(52)"

"میں نے انہیں ٹوہ کے دیکھ لیا ہے اسلام کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتے۔(53)"

"اماں، تم تو ہتھیلی پہ سرسوں جما رہے تھے۔ کہیں ایسا ہوتا ہے۔ بہت انتظار کھینچنا پڑتا ہے، تب کہیں جا کر۔۔(54) "

پہلی مثال میں "بالو شاہئیں" لفظ "بالو شاہی" کی جمع ہے جو قاعدے کے بر خلاف ہے اور اس اعتبار سے نو لفظ ہے۔ "رکاب" سے "رکابیں" بھی اسی نوع کا نو لفظ ہے۔ دوسری مثال میں "کنی کاٹ جانا" نیا محاورہ ہے جبکہ معروف محاورہ "کنی کترانا" ہے۔ یہی چلن تیسری مثال میں "ہیضے کی کلی آنا" اور "آفت بونا" کی ذیل میں روا رکھا گیا ہے۔ چوتھی مثال میں "ٹوہ کے دیکھ لینا" بھی نیا محاورہ ہے جو اصلاً "ٹوہ لینا" ہے۔ پانچویں مثال میں "اماں" کا لفظ ندائیہ کے طور پر استعمال ہوا ہے جو نو معنویت کا اظہار ہے۔

اجمالاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ نولفظیت دراصل زبان میں اختراع اور جدت کا وہ عمل ہے جس کے تحت نہ صرف نئے الفاظ وجود میں آتے ہیں بلکہ نئی تراکیب اور اصطلاحات بھی جنم لیتی ہیں۔ اس پہلو سے نولفظیت ایک تعمیری اور تخلیقی عمل ہے جو زبان کو زندہ، متحرک اور طاقتور رکھتا ہے۔ زبان کا ذخیرۂ الفاظ اور اس کا دائرہ جتنا وسیع ہو گا، زبان اتنی ہی زیادہ اظہار کی صلاحیت اور قوت رکھے گی اور نولفظیت اسی وسعت اور قوت کو بڑھانے کا ذریعہ ہے اور اردو ناول نگاروں بشمول انتظار حسین نے نولفظیات کی توضیع سے زبان کو وسعت دینے کی خاطر خواہ سعی کی ہے۔

حوالہ جات

1. Saadia Rasheed, A Corpus Based Study of Anglicism: Neologism in Urdu Through Phono-Semantic Matching, Journal of Policy Research, 9(1), https://jprpk.com https://doi.org/10.5281/zenodo.7773500 , P:65

2۔ انتظار حسین،بستی،مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،نئی دہلی،1980،ص: 7

3۔ انتظار حسین،بستی،ص:111

4۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،نئی دہلی،2011،ص:107

5۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:107

6۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:53

7۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:269

8۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:261

9۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:194

10۔ انتظار حسین،تذکرہ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،1987،ص:28

11۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:40

12۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:62

13۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:133

14۔ انتظار حسین،بستی،ص: 28

15۔ انتظار حسین،بستی،ص: 16

16۔ انتظار حسین،بستی،ص: 50

17۔ انتظار حسین،بستی،ص:61

18۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:128

19۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:71

20۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:6

21۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:8

22۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:13

23۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:15

24۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:30

25۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:37

26۔ انتظار حسین،بستی،ص:81

27۔ انتظار حسین،بستی،ص:6

28۔ انتظار حسین،بستی،ص:11

29۔ انتظار حسین،بستی،ص:195

30۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:8

31۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:14

32۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:94

33۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:27

34۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:40

35۔ انتظار حسین،بستی،ص:70

36۔ انتظار حسین،بستی،ص:88

37۔ انتظار حسین،بستی،ص:115

38۔ انتظار حسین،بستی،ص:116

39۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:21

40۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:25

41۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:51

42۔ انتظار حسین،بستی،ص:195

43۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:24

44۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:168

45۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:212

46۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:89

47۔ انتظار حسین،بستی،ص:64

48۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:8

49۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:42

50۔ انتظار حسین،بستی،ص:123

51۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:14

52۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:51

53۔ انتظار حسین،تذکرہ،ص:97

54۔ انتظار حسین،آگے سمندر ہے،ص:194